**تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کی روشنی میں حضورﷺ کو ابو المومنین کہنے کی شرعی حیثیت کا تحقیقی جائزہ**

***Research Review of the Legal Status of Calling the Holy Prophet Abu Al-Muminin in the Light of Tafsir Al-Aklil Fi Istinbat al Tanzeel***

***1st Author***

*MPhil, PhD Scholar or Designation, Department, University ,City*

***2nd Author***

*Designation, Department, University ,City*

***Abstract:***

 ***This study is an attempt to analyze the level of understanding and the perception of scholarly communication trends using e-journals by the faculty members and their possible challenges in the universities of the Balochistan. Being quantitative in nature this study used survey method as well as close ended questionnaires for collecting data from public sector universities of Balochistan. The findings of the study revealed that with the availability of limited resources the respondents have highly response on scholarly communication trends for e-journals. While this study confirms the role of scholarly communication trends, usage, perception and challenges towards e-journals of the public sector universities of the Balochistan, Pakistan. The results of this study make it obvious that the faculty members in these universities are aware about the importance of scholarly communication, their usage and upcoming challenges but still there is lack of orientation programs, electricity failure and the lack of budget for subscription to scholarly communication.***

**Keywords: *Legal Status, Abu Al-Muminin, Holy Prophet, humanity. spiritual father,***

**تمہید:**

 قوم کی رہنمائی اور قیادت کے لیے تین اوصاف کا ہونا ضروری ہیں، ایک یہ کہ سردار اپنی قوم کے لیے پدرانہ شفقت ورحمت کا پیکر ہو،اور انکے فلاح وبہود کی خواہش سے اس کا دل لبریز ہو،اور ان کی تکلیف اس کے دل کا درد وغم بن جائے۔حضورﷺ جن کے ذریعے انسانیت کو ایمان اورقران کریم جیسی لازوال دولت نصیب ہوئی ہے اور جن کے لائے ہوئے دین کے ساتھ ہمیشہ انسان کی فلاح وبہود وابستہ کی گئی ہے۔ ایسا مشفق نبی ﷺ جس پر امت کی دشواری شاق گزرتاہے،جس کا ہر لمحہ امت کے لیے دنیاوی لحاظ سے اصلاح وترقی اور آخرت کے لحاظ سے فلاح کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ہر نبی امت کے لیے بمنزلہ روحانی والد کے ہوتاہے ، ہمیشہ ان کی تربیت، ان کی کامرانی وترقی کے لیےدائما فکر مند رہتاہے۔اسی طر ح امت کا ہر فرد بھی نبی ؑکا روحانی بیٹا ہونے کے حثییت سے اس بات کا پابند ہے کہ وہ نبی ؑکی ہر بات کی بجا آوری اور اطاعت گزاری کو اپنے اوپر اپنے حقیقی والد کے اطاعت سے بھی زیادہ سمجھے۔

احکام القرآن پرلکھی جانی والی تفاسیرمیں زیربحث علامہ سیوطیؒ کی تفسیر“الاکلیل فی استنباط التنزیل” کو بھی ایک مایہ نازتفسیرکی حیثیت سے جاناجاتاہے، علماء کرام نے اسے قدرکی نگاہ سے دیکھاہے، یہ تفسیراگرچہ حجم اور کمیت میں کم ہے مگرلعل وجواہرسے لبریزہے۔

سورۃ احزاب جس میں اسو ہ رسولﷺ کی اتباع کا حکم اور مسلمانوں کو خصوصی طور پر ﷺ کے اس کردار کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جس کا نظارہ چشم فلک نے غزوہ خندق کے مختلف مراحل میں کیا گیا ،اور اس سورت میں معاشرت کے احکام ،اور اہل ایمان کی حضورﷺ سے والہانہ محبت کی داستانیں،ازواج مطہرات کا مقام ومرتبہ،رضا بالقضاء کا مفہوم،عورتوں کے لیے معاشرے میں رہنے کا دستور العمل ،خاتم النبین کا بیان،اور مومنین کو ایذا دینے والے منافقین کا انجام کا بیان یہ تمام تر بنیادی اور ضروری سوالات کے جوابات جس انداز سے امام سیوطی نے دی ہے۔ان کا مقالہ نگار نے اردومیں ترجمہ تخریج اور تنقیدی حواشی لکھی تاکہ خواص کے ساتھ عوام کے لئے بھی ممدثابت ہو۔

اولا صاحب کتاب کی مختصر حالات کا بیا ن کرنے کے بعد سورۃ الاحزاب کے تحت علامہ جلال الدین سیوطی کے ذکر کردہ مسائل میں ایک کا بطور تمثیل بیان کیا جائیگا، اور اس کا دیگر تفاسیر سے موازنہ کرکے تفسیر الاکلیل کی جامعیت اور صاحب کتاب کے وسعت علم کا اندازہ لگا یا جائے گا ۔

**نام ونسب:**

نام عبدالرحمٰن ہے اور سلسلہ نسب کچھ یوں ہے، عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابی بکر بن عثمان بن محمد بن خضر بن ایوب بن محمد بن الشیخ الہمام الخضیری السیوطی المصری الشافعی ہے۔

**کنیت :**

کنیت ابوالفضل ہے ابوالفضل کنیت ہونے کی وجہ یہ ہےکہ موصوف ایک مرتبہ اپنے استاد قاضی القضاۃ شیخ عزالدین احمد بن ابراہیم کنانی حنبلی کی خدمت میں حاضر ہوئے ، انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی کنیت کیا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ میری کنیت نہیں ہے، تو شیخ عزالدین احمد بن ابراہیم کنانی نے فرمایا کہ آپکی کنیت ابوالفضل ہے، اور اپنے ہاتھ سے یہ کنیت لکھی، جسکے بعد یہ کنیت مشہور ہو گئی۔(1)

سیوط یا اسیوط مصر کا ایک مشہور شہر ہے، اسکی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سیوطی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔(2)

**پیدائش :**

علامہ جلال الدین سیوطی اپنے پیدائش کے بارے میں اپنی کتابالتحدث بنعمۃ اللہ میں فرماتے ہیں:

”وکان مولدی بعد المغرب لیلۃالاحدمستہل رجب سنۃ تسع واربعین وثمانماۃ۔“(3)

”میری پیدائش بعد المغرب بروز اتوار یکم رجب المرجب سن ۸۴۹ھ کو ہوئی ۔ “

**تعلیم و تربیت :**

علامہ سیوطیؒ ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، آپکے والد علامہ کمال الدین ابو بکر بن محمد فقہاء شافعیہ میں سے تھے، قاہرہ آنے سے پہلے آپ اسیوط کے قاضی تھے، اور جامعہ شیخونی میں فقہ پڑھاتے تھے، اور جامع مسجد ابن طولون میں خطیب تھے،فقہ اور نحو کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں، اس علمی گھرانے کا بچپن ہی سے آپ پر یہ اثر پڑا کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک مکمل حفظ کرلیا،والد کے انتقال کے بعد صاحب فتح القدیر علامہ کمال الدین بن الھمام نے آپکی سرپرستی کی،اس لئے کہ وہ آپ کے وصی تھے۔

 حفظ مکمل کرنے کے بعد المنھاج الفقہی اور الفیہ ابن مالک حفظ کرکے سن ۸۶۴ ھ کو باقاعدہ حصول علم میں مشغول ہو گئےاور اپنے دور کے اکثر ماہرین سے پڑھا اور سماع کیا اور ان کی خدمت میں کافی عرصہ گزارا۔ آپؒ کے تالیف ”تنویر الحوالک شرح علیٰ مؤطا مالک “ کے مقدمہ میں الشیخ محمد عبد العزیزالخالدی نے آپؒ کے مشہور اساتذہ کرام کے نام ذکر کئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔سراج الدین البلقینؒی

۲۔شہاب الدین الشارمساحیؒ

۳۔الشرف المناوی ابو زکریا یحیٰ بن محمدؒ

۴۔تقی الدین الثمنی الحنفیؒ

۵۔ شیخ محی الدین محمد بن سلمان رومی حنفیؒ

۶۔سیف الدین حنفیؒ

۷۔ جلال الدین المحلیؒ

۸۔ العزالکنانی احمد بن ابراھیم الحنبلؒی

۹۔الزین العقبؒی

۱۰۔البرھان ابراھیم بن عمرالبقاعی الشافعیؒ

11۔ الشمس البرامی

۱۲۔الشمس المرزبانؒی

۱۳۔محمد ابن ابراھیم الدوانی الرومیؒ

16۔المجد بن السباع

17۔ عبدالعزیزالوفائی

18۔ محمد بن ابراہیم الدوانی الرومی۔

مندرجہ بالا آپ ؒکے مشہور و معروف اساتذہ کرام کے نام ہیں ۔ان کے علاوہ آپؒ کے اور اساتذہ بھی ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے۔آپ نے جن اساتذہ سے مختلف علوم کا سماع کیا یا ان کے سامنے بیٹھ کرکتابوں کی قرآءت کی یا جن سے آپ کو صرف اجازت حاصل تھی آپ کے شاگرد شمس داودی نے ایک سو اکاون(۱۵۱) بتائی ہے علامہ سیوطی نے اپنے اساتذہ کے متعلق ”حاطب الیل جارف السیل“ کے نام سے ایک معجم کبیر اور”المنتقیٰ“کےنام سےایک معجم صغیراور اپنی مرویات کے متعلق ایک معجم”ذادالمسیرفی فہرست صغیر“ تصنیف کی ہے آپؒ نے اپنے معجم میں اپنے پچاس اساتذہ کرام کا تذ کرہ کیا ہے۔(4)

**تصنیف وتالیف :**

آپ نے تقریباً ہر فن میں مستقلاً کتابیں لکھی حتی کہ بعض فنون میں آپؒ کے ایک سے زائد تالیفات بھی موجود ہیں ۔آپ کی کتابوں میں ضخیم کتابیں بھی موجود ہیں اور مختصر بھی حتی کہ بعض کتابیں تو صرف چند اوراق پر مشتمل ہیں ۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کو تصنیف و تالیف کرتے وقت تیز لکھنے میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا ۔یہاں ہم صرف ان کتابوں کا تذکرہ کریں گے جن کے متعلق علامہ سیوطی نے تفرد کا دعوی کیا ہے،اس لئے کہ ہماری زیر بحث تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کا تعلق بھی انہی میں سے ہے۔

الاتقان فی علوم القرآن

الدرالمنثور فی تفسیر بالماثور

ترجمان القرآن

اسرار التنزیل

الاکلیل فی استنباط التنزیل

تناسق الدرر فی تناسب الآیات والسور

النکت البدیعات علی (الموضوعات)

جمع الجوامع فی العربیہ

شرح جمع الجوامع یسمیٰ ھمع الھوامع

الاشباہ والنظائر فی العربیۃتسمیٰ المصاعدالعلمیۃفی القواعدالعربییۃ

السلسلۃ فی النحو

النکت علیٰ "الالفیۃ"و "الکافیۃ"و "الشافیۃ"و "الشذور" و" النزھۃ"فی مولف واحد

ا لفتح القریب علیٰ " مغنی اللبیب

" شرح الشواہد"المغنی"

الاقتراح فی اصول النحو و جدلہ

طبقات النحاۃالکبریٰ تسمٰی بغیۃالوعاۃ

صون المنظق و الکلام عن فن المنطق و الکلام

الجامع فی الفرائض "

یقیناً مذکورہ بالا کتب شاہکار اور بے نظیر ہی ہونگے جن کے متعلق علامہ سیوطیؒ جیسے بحرالعلم اور نابغہ روزگار شخصیت تفرد کا دعوی ٰکررہے ہیں۔(5)

**تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کا مختصر تعارف :**

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل “ ایک مختصر تفسیر ہے۔ جس میں قرآن پاک کی تمام آیاتوں کی تفسیر بیان نہیں کی گئی ہے بلکہ ان منتخب آیاتوں کی تفسیر بیان کی ہے جن سے کوئی مسئلہ مستنبط کیا گیا ہو ۔ اس مسئلے کا تعلق خواہ فقہ سے ہو یا اصول و عقائد کے ساتھ ہو ۔

اس کے متعلق علامہ سیوطی ؒ خود فرماتے ہیں ۔

”و قد الفت کتاباًسمیتہ" الاکلیل فی استنباط التنزیل ذکرت فیہ کل ما استنبط منہ من مسئلۃالفقھیۃاواصلیۃ اواعتقادیۃ و بعضا مماسویٰ ذالک،کثیرالفائدۃ ،جم العائدۃ “(6)

”میں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کومیں نے ”الاکلیل فی استنباط التنزیل“ سے مسمٰی کی ہے ۔اس میں ہر اس آیت کا ذکر کیاگیا ہے جس سے کوئی فقہی،اصولی یا اعتقادی مسئلہ نکالا گیا ہے ۔اور اس کے علاوہ بعض ایسی آیاتیں ذکر کی ہیں جن میں بہت سے فوائد اور قسماقسم معلومات ہیں۔“

یہی وجہ ہے کہ امام سیوطیؒ صرف اس آیت یا اس لفظ کو زیر بحث لاتے ہیں جس سے کوئی مسئلہ نکالاگیا ہو ۔

**مسائل کے بیان میں علامہ سیوطی کا منہج:**

مصنف مسائل کے پیش کرنے میں ایک ہی طریقہ کار کی پیروی نہیں کرتےبلکہ درج ذیل منہج کو اختیار کرتے ہیں۔

1۔تفسیر کو استدلال پر مقدم رکھتے ہیں :

2۔احادیث اور آثارکے اسناد کو بہت کم ذکر کرتے ہیں۔

3۔انتہائی مفید اسلوب کو اختیار کرکے اور تعلیق کے لیےدرج ذیل الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔جیسےوھومردود، اوخلافا لزعمہ، وفیہ نظر

4۔مخالف کے دلیل اور قول کو بہت کم ذکر کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی نے سورۃالاحزاب میں جن احکام اور مسائل کا ذکر کیا ان میں سے ایک کا بطور تمثیل ذکر کیا جاتا ہے۔

**حضور ﷺ کو ابو المومنین کہنے کا حکم**

”وقری وھو ﷺ اب المومنین ،واستدل بہ من جوز ان یقال لہ اب المومنین۔” (7)

”اور اس آیت مبارکہ میں ایک قراءت اب المومنین کی(یعنی حضورﷺ مومنین کے ( بمنزلہ) والد کے ہیں)،اور آیت مبارکہ سے اس نے بھی استدلال کیا جس کا کہنا ہے کہ حضورﷺ کو اب المومنین کہنا جائز ہے۔“

علامہ سیوطی ؒ نے حضرت ابی بن کعب کی قراءت پیش کی جس سے اس بات کا جواز معلوم ہوتاہے کہ آپ ﷺ کو اب المومنین کہنا جائز ہے۔

**آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کی آراء**

**1۔ الشیخ محمد بن الصالحؒ اس بارے میں رقمطراز ہیں:**

”وازواجہ امھاتھم ،وھو اب لھم ، ولکنہا قراءۃ لا تعتبر من القراءت السبعۃ الا ان بعضہم قرائہا، ولکہنا اذا تاملت والنبیﷺوجدت اعظم من الاب۔“(8)

”اللہ تعالی کا قو ل کہ (حضورﷺ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں) حضورﷺ مومنین کے والد ہیں، لیکن یہ قراءت سبعہ میں سے نہیں ہے بلکہ( قراءت شاذہ میں سے ہے)لیکن جب حضور ﷺ کے (حیوۃطیبۃ) کے بارے میں غور کرے تو آپ (کے رتبے اور احسان ) کو اپنے والد کے رتبے اور مرتبے سے بھی زیادہ پائے گے۔

**2۔محمد علی سایس ؒفرماتے ہے:**

”ذكر الله تعالى أن أزواج النبي هنّ ( أمهات المؤمنين ) فيكون النبي صلى الله عليه وسلم على هذا هو الأب للمؤمنين وقد جاء في مصحف أبيّ بن كعب ( وهو أب لهم )“(9)

”اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا، کہ بیشک نبی ﷺ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں، پس اس اعتبار سے نبیﷺ مومنین کے باپ ہونگے، تحقیق ابی بن کعب کے مصحف میں (وهو أب لهم)آیا ہے، یعنی آپ ﷺ مومنین کے باپ ہے۔“

**3۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر:**

 پہلے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہے، پھر بطور دلیل کے حدیث پیش کرتے ہے۔

”قال قوم لا يجوز أن يسمى النبي صلى الله عليه و سلم أبا لقوله تعالى: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُم والصحيح أنه يجوز أن يقال : إنه أب للمؤمنين أي في الحرمة وقوله تعالى ما كان محمد أبا أحد من رجالكم أي في النسب “11

”ایک قوم نے کہا ہے،کہ نبی کریم ﷺ کے لئے اب کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، نہیں ہے محمدﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن کہا جائے گا، مومنوں کے لئے باپ کی طرح ہے،۔۔۔۔۔۔صحیح یہ ہے، کہ یہ کہنا جائز ہے، آپﷺ حرمت وتکریم میں مومنوں کے باپ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے محمدﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ یعنی محمد ﷺ تمہارے نسبی باپ نہیں۔ “

اور سنن ابی داود میں ہے:

”حدثنا عبد الله بن محمد النفيلى حدثنا ابن المبارك عن محمد بن عجلان عن القعقاع بن حكيم عن أبى صالح عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما أنا لكم بمنزلة الوالدأعلمكم...“12

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میں تمہارے لیے بمنزلہ والد کے ہوں کہ تمہیں دینی امور کی تعلیم دیتا ہوں۔

یہ کلا م (إنما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم) بطو ر تمہید کے کہا گیا ،کیونکہ جن امور پر تبنیہ کی گئی ا ن کے بارے میں مشرکین نے اعتراض کیا کہ آپ ﷺ ایسے چھوٹی چھوٹی باتیں سکھایا کرتے ہیں جن کو بچپن میں ما ں باپ سکھایا کرتے ہیں۔ سو اسی لیے آپ ﷺ نے پہلے ہی سے بطو ر تمہید کہا کہ میں تمہارے لیے بمنزلہ باپ کے ہوں۔ اس حدیث پاک میں آپ ﷺ کو بمنزلہ والد فرمایا گیا۔

فی الواقع آپ ﷺ امت کے باپ نہیں ہے ، اس لیے قران مجید میں ارشاد خداوندی ہے :﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُم ... ﴾13 ،اور رجال کی قید اس لیے ہے کہ آپ نساء یعنی اپنی بنات کے تو والد تھے ، اور مذکر اولاد اگرچہ آپ ﷺ کی پیدا ہوئی مگر بچپن میں ہی انتقال کر گئے، بہرحال آیت مبارکہ میں ابوۃ حقیقی ،اور نسبی کی نفی ہے اور ا س حدیث میں منزلہ الوالد کہا گیا ہے،لہذا تعارض نہیں ہے ۔

 ہاں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ سورۃاالاحزاب میں جہاں النبی اولیٰ۔۔۔۔آیا ہے، وہاں بعض قراءت میں وھو اب لھم (یعنی خود آپ ﷺ مومنین کے باپ ہی) بھی وارد ہوا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوۃ کا اثبات جہاں ہے اس سے روحانی ابوۃ مراد ہے،اور اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ امت کے روحانی باپ ہیں، اور جس آیت میں نفی ہے اس سے حقیقی ابوۃ اور نسبی ابوۃ کی نفی ہے۔ 14

**4 ۔ علامہ جصاص کا قول**

”وقد روی فی حرف عبد اللہ : و ھو اب لھم ولوصح ذلک کان معناہ انہ کالاب لھم فی الاشفاق علیھم ،وتحری مصالحھم کما تعالیٰ :لَقَد جَآءَکُم رَسُو لٌ مِّن اَنفُسِکُم عَزِیزٌ عَلَیہِ مَاعَنِتُّم حَرِیصٌ عَلَیکُم بِالمُؤمِنِینَ رَءُوفٌ رَّحِیمٌ “15

”حضرت عبداللہ کی روایت میں اس حرف کا ( اضافہ ) ہے کہ آپﷺ مومنین کے لیے ( بمنزلہ) باپ کے ہیں۔ اگر یہ (روایت) صحیح ہو تو پھر آیت کا مطلب یہ ہوگا،کہ آپﷺ امت پر شفقت اور مہربانی اور ان کے خیر اور بھلائی کے لیےآپﷺ ایک شفیق والد کی طر ح فکر مند ہیں ۔“

**5۔ ملا احمد جیو ن امیٹھوی ؒکا قول:**

اس آیت مبارکہ سے مقصود اگرچہ مسئلہ اولی الارحام کا بیان ہے لیکن ابتدائی آیت کا بیان بھی ضرور ی ہے کہ اس کے نزول کے متعلق منقول ہے ،کہ حضورﷺ قرض کے متعلق سختی کیا کرتے تھے ،اگر کوئی جنازہ ہوتا پہلے اس کے بارے میں پوچھتے کہ ا س کے ذمہ قرض تو نہیں ہے؟ اگر لوگ بتاتے کہ یہ شخص مقروض تھا۔توآپﷺ جنازہ نہیں پڑھاتے ، ایک انصاری کا جنازہ آیا ِ،آپﷺ نے حسب معمول اس کے بارے میں پوچھا ؟تو لوگوں نے بتایا کہ اس پر دو درہم یا دو دینار کا قرضہ ہے ۔آپ ﷺ نے پوچھا اس کی ادائیگی کا کوئی ذریعہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا نہیں؟ آپ ﷺ واپس جانے کو تھے کہ حضرت علی نے فرمایا: اس کے قرض کی ادائیگی کا میں ذمہ دار ہوں، اس پریہ آیت نازل ہوئی کہ نبی ﷺ کسی مومن کے لیے کسی مومن سےزیادہ حقدار اور زیادہ مہربان ہیں۔ یعنی آپ ﷺ حضرت علی یا کسی بھی شخص سے زیادہ لا ئق ہیں کہ کسی کے قرض کی ادائیگی اپنے ذمہ لیں کیونکہ آپ ﷺ مومنوں کے حق میں زیادہ شفیق ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور نے غزوہ تبوک کا قصد فرمایا تو تمام مسلمانوں کو نکلنے کا حکم دیا کچھ لوگوں نے کہا، کہ ہم اپنے والدین سے اس کے متعلق اجازت لیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مومنوں کو حضورﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں متردد ہونے یا کسی اور سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ مومنوں پر آپ ﷺ کا حق سب سے زیادہ ہے، ارشاد خداوندی ہے:﴿لَقَدجَآءَکُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِکُم عَزِیزٌعَلَیہِ مَاعَنِتُّم حَرِیصٌ عَلَیکُم بِالمُؤمِنِین رَءُوفٌ رَّحِیمٌ﴾16

اور ایک قراءت میں وھو اب لہم یعنی آپ ﷺ ان مومنوں کے دینی باپ ہیں کیونکہ ہرنبی اپنی امت کا باپ ہوتاہے اور اسی بناء پر سب امتی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور وازوجہ امھتھم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔17

**6۔ ابی الحسن علی بن ابراہیم القمی کا قول :**

مشہور شیعہ مفسر اور عالم دین الشیخ ابی الحسن اپنی شہر ہ آفاق تفسیر القمی میں رقمطراز ہیں:

”قال نز لت : وھو اب لہم۔ وازجہ امھتھم فجعل اللہ المومنین اولاد رسول اللہ ﷺ وجعل رسول اللہ ﷺ ابا لہم ،لمن لم یقدر ان یصون نفسہ ، ولم یکن لہ مال، ولیس لہ علی نفسہ ولایۃ فجعل اللہ تبارک وتعالیٰ النبیﷺالولایہ علی المومنین من انفسہم ، فلما جعل اللہ النبیﷺابا المومنین الزمہ موونتھم وتربیۃ ابنائھم ، فعندذلک صعد رسول اللہ ﷺ المنبر فقال من ترک مالا فلورثتہ ومن ترک دینا اور ضیا عا فعلی والی۔ فالزم اللہ فیہ للمومنین ما یلزمہ الوالد ، والزم المومنین من الطاعۃلہ ما یلزم الولد للوالد۔“18

”اور یہ آیت (بھی) نازل ہوئی وھو اب لہم( کہ آپﷺ مومنین کے والد ہیں) اور آپﷺ کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حضورﷺ کے اولاد قرار دیا اور حضور ﷺ کو ( ان کے لیے بمنزلہ) والد کے ٹھہرایا، جس کے لیے اپنی جان بچانے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہ ہو اور جس کے لیے کوئی اور چارہ نہ ہو،پس اللہ تعالی نے آپﷺ کو مومنین کا والی بنایا اپنے جانوں کے بارے میں ، پس جب کہ آپﷺ مومنین کے لیے بمنزلہ والد ٹھہرے تو مومنین (مفلسین) کا خرچہ،اور ان اولاد کی تربیت کی ذمہ داری بھی آپ ﷺ پر عائد کی۔ پس اس موقعہ پر حضورﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا:جس نے کوئی مال اورترکہ چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لیے ہیں، اور جو قرضہ چھوڑے یا کوئی نقصان کا ضمان تو وہ میرے ذمہ ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپﷺ پر وہ (ذمہ داری) عائد کی جو ایک والد پر عائد کی جاتی ہے۔ اور مومنین پر وہ ذمہ داریاں عائد کی جو ایک بیٹے پر والد کی اطاعت کے بجاوری کے لیے کی جاتی ہے۔“

**7۔حضرت مجاہد اور سعید بن جبیر کا قول:**

امام بغوی ؒ حضرت مجاہدؒ اور سعید بن جبیر ؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔کہ ( سورۃ ھود میں حضرت لوط ؑ کے قصے میں جو ذکر ہے) ھولاء بناتی ھن اطہر لکم۔الایۃ:یہ میری بیٹیاں تمہارے لیے( نکا ح کے ذریعے) حلا ل ہیں۔ اس سے مراد ان کی بیویاں ہیں ان کی نسبت اپنی طرف کی کیونکہ ہر نبیؑ اپنی امت کے لیے باپ ہوتاہے، حضرت ابی بن کعب کی روایت میں ہے ۔ النبی اولی ٰ بالمومنین من انفسہم وازواجہ امھتھم، کے آگے وھو اب لہم کا لفظ ہے( یعنی آپ ﷺ مومنین کے لیے ( بمنزلہ باپ ) ہیں۔19

**8۔صاحب کشاف کا قول:**

”كل نبيّ فهو أبو أمّته . ولذلك صار المؤمنون إخوة ؛ لأنّ النبي ( صلى الله عليه وسلم ) أبوهم في الدين “20

”ہر نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، اسی لئے سارے مومن بھائی ہو جاتے ہے، اس لئے کہ آپﷺ دینی لحاظ سے ان کے باپ ہے۔“

 مذکورہ بالا ان مفسرین کرام کے اقوال ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کو ابو المومنین کہنا جائز ہے جیسا کہ امام سیوطی ؒ نے بھی اس کے طر ف اشارہ کرتے ہوئے آیت مذکورہ کو ان کا مستدل قرار دیا۔

اورجو حضرات ابوالمومنین کے کہنے کے جواز کے قائل نہیں ، وہ کون ہیں ِ اور ان کی دلیل کیا ہے؟ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

**1۔بعض شوافع کا قول:**

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتےہے:

”واستدل بعض الشافعية بهذه الآية على أنه لا يجوز أن يقال للنبي عليه الصلاة والسلام أبو المؤمنين حكاه صاحب الروضة ثم قال : ونص الشافعي عليه الرحمة على أنه يجوز أن يقال له صلّى اللّه عليه وسلم أبو المؤمنين أي في الحرمة “21

”اس آیت سے بعض شوافع نے یہ استدلال کیا ہے، کہ حضورﷺ کو ابوالمومنین کہنا جائز نہیں ہے،اس کو صاحب روضہ نے بیان کیا ہے، پھر فرمایا ، امام شافعی نے تصریح کی ہے، کہ حضورﷺ کو ابو المومنین کہنا جائز ہے۔ یعنی احترام کی وجہ سے۔“

**2:علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

”قال بعض أصحابنا لا يجوز أن يقال هو أبو المؤمنين لقول الله تعالى{مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ} قال نص الشافعي على أنه يجوز أن يقال هو أبو المؤمنين أي في الحرمة ومعنى الآية ليس أحد من رجالكم ولد صلبه“22

”ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے، جائز نہیں ہے یہ کہ کہا جائے،(أبو المؤمنين) آپﷺ مومنین کے باپ ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے (مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُم)نہیں ہے محمدﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہے، امام شافعی نے تصریح کی ہے، کہ حضورﷺ کو ابو المومنین کہنا جائز ہے۔ یعنی احترام میں ۔ اور آیت کا معنی ہے، تم مردوں میں سے اس کا کوئی حقیقی بیٹانہیں ہے۔“

**خلاصہ بحث:**

ایک قوم کا نقطہ نظر ہے کہ نبی کریمﷺ کے لیے اب المومنین کا استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے ، ما کا ن محمد ابا احد من رجالکم؛بلکہ کہا جائیگاکمثل الاب للمومنین ،مومنوں کے لیے باپ کی طرح ہیں ۔لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ کہنا جائز ہے آپ ﷺ حرمت وتکریم میں مومنوں کے باپ ہیں۔بہرحال مفسیرین کرام اور محدثین عظام کی اقوال کی روشنی میں علامہ سیوطی کی ذکر کروہ استدلال کی مکمل وضاحت ہوتی ہے کہ حضورﷺ کا شفقت اور مہربانی کے کمال درجے پرہونےکے سبب والد جیسا اور روحانی والد کہنا جائز ہے ،او ر ہر نبی اپنی امت کے لیے بمنزلہ والد کے ہوتاہے ،اور اصلاح اور ہدایت کے راہ میں آپﷺ نے امت کو ایک شفیق والد کی مانند امت کو تمام تر مسائل اور اسرار شریعت سے روشناس کرایا۔ اور جہاں پر اب کہنے کی نفی کی گئی وہ صلبی لحاظ سے اور نسبی لحاظ سے کہ اس عقیدہ کی نفی ہو کہ مشرکین آپ کے متبنی حضرت زید کو حضورﷺ کا حقیقی بیٹاگرداننے تھے،الغرض رسول خداﷺ کی ذات مومنین کے لیے ایک اعلیٰ اور ارفع نمونہ ہے ایک باپ کی حیثیت سے ،قاضی القضاہ کی حیثیت سے ،سربراہ مملکت اور سپہ سالا ر کی حیثیت سے ،لیکن بنیادی طور عورتوں کے نسوانی معاملات کے لیے کسی عورت کے کردار کو بطور نمونہ پیش کیا جاتا،چنانچہ حضورﷺ کے اسوہ کے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو خصوصی طور پر دنیا بھر کی عورتوں کے لیے اسوہ بنایا گویا ازواج مطہرات خواتین امت کے لیے مثال اور نمونہ ہیں اور جس طرح نبی ﷺ کی تکریم و تعظیم واجب ہے اسی طر ح ازواج مطہرات کی تکریم اور تعظیم واجب اور ضروری ہے۔

 **حوالہ جات**

1. العیدروس ،عبدالقاردر بن شیخ بن عبداللہ،النورالسافرعن اخبار قرن العاشر،)دارالصادر، بیروت،٢٠٠٠ء( ،٩٠
2. السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن،التحدث بنعمۃاللہ،)صنعاءالمطبعۃالعرب،بیروت، (٢٠١٦، ١٢
3. ایضاً
4. السیوطی،عبدالرحمن بن ابی بکر،المنجم فی المعجم ،)دار ابن حزم،بیروت،١٩٩٥ء(،٤٥
5. السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن،التحدث بنعمۃاللہ، ١٤٥
6. السیوطی ،جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القران،)وزارت شؤن الاسلامیہ والاوقاف، ریاض (، ٥٢
7. السیوطی،عبدالرحمن بن ابی بکر، الاکلیل فی استنباط التنزیل، )دارلکتاب ،پشاور،٢٠١٧، ٥١٢(.
8. العثیمین،محمد بن صالح ،تفسیر القران الکریم سورۃاحزاب،(موسسۃالشیخ محمد بن صالح العثیمین الخیریہ، سعودیہ، ١٤٣٦ھ)، ٦٥
9. السایس، محمد علی،تفسیر آیات الاحکام ،)المکتبہ العصریہ للطباعۃ،بیروت،٢٠٠٠ء(،١ :٤٣٤
10. الاحزاب٣٣ :٤٠
11. قرطبی ،ابو عبد اللہ محمد بن احمد ابوبکر ،الجامع لاحکام القران،) دارالکتب المصریہ( ١٤ :١١٠
12. ابو داود سلیمان بن الاشعث ،السنن ابی داود ،مکتبہ العصریہ،باب کراہیۃ استقبال القبلۃ ،١ :٧
13. : الاحزاب٣٣ :٤٠
14. محمد عاقل، الدرالمنضودعلیٰ سنن ابی داود)،مکتبہ الشیخ،کراچی ،٢٠٠٨ء(، ١ :٩٤
15. الجصاص، ابوبکر بن احمد رازی،احکام القران،)مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ،٢٠١٤ء(،٣ :٥٢٢
16. التوبہ٩:١٢٨
17. جیون،ملا احمد، تفسیرات احمدیہ، )المیزان ،لاہور،٢٠٠٥ء(،٦٩٢
18. ابو الحسن ، علی بن ابراہیم ،تفسیر قمی، )الموسسہ المہدی،قم ،١٤٣٥ھ(،٣ :٨٠٩
19. البغوی، ابو محمد حسین بن مسعود ،)ادارہ تالیفات اشرفیہ،ملتان،١٤٣٦ھ(،٣ :٩٤
20. زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمروبن احمد،الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل ،)دارالمعرفۃ،بیروت،٢٠٠٩، ٨٤٩.(
21. آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبداللہ،رو ح المعانی فی تفسیرالقران العظیم ، )دارالاحیاء التراث الاسلامیہ، بیروت، س۔ن(، ١١ :٢١٠
22. نووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف،روضۃالطالبین شرح ریاض الصالحین،) مکتبہ الاسلامی، بیروت،١٤٠٥ھ(،٢ :٢٥١

***References( Roman)***

1. *Al-Aidrus, Abdul Qadir Bin Sheikh Bin Abdullah, Alnoor Al Safir AnAkhbar Qarn Al Ashir ,(Dar Al Sadir, Berot 2000),90*
2. *Al-Suyuti, Jalal-ud-Din Abdul-Rahman, Al-Tahdat-e*

*Binemat-e-Allah, (Sana'a Al-Mutabat Al-Arab, Beirut, 2016)12*

1. *Abid*
2. *Al-Suyuti, Abdul Rahman Ibn Abi Bakr, Al-Munjim Fi Al-Mujam*

*(Dar Ibn Hazm, Beirut, 1995),45*

1. *Al-Suyuti, Jalal-ud-Din Abdul-Rahman, 145*
2. *Al-Suyuti, Jalaluddin Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Atqan*

*Fi Uloom Al-Quran, Ministry of Islamic and Endowments, Riyadh, 52 .*

1. *Al-Suyuti, Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Aklil Fi Istinbat 512 Al-Tanzil,( Dar Al-Kitab, Peshawar, 2017)*
2. *Al-Uthaymeen, Muhammad Bin Saleh, Tafsir Al-Quran Al-Karim Surah Al-Ahzab,( Founder of Sheikh Muhammad Bin Saleh Al-Uthaymeen Al-Khairiya, Saudi Arabia,1436),65*
3. *Al-Sais, Muhammad Ali, Tafsir Ayat-ul-Ahkam,( Al-Muktabah Al-Asriyah for Printing, Beirut, 2000),1: 434*
4. *Al Ahzab,40:33*
5. *Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad Abu Bakr, Al-Jami Lahkam Al-Quran,( Dar Al-Kitab Al-Masriya)14:110*
6. *Abu Dawud Sulaiman bin Al-Ash'ath, Al-Sunan Abi Dawud, bab kirahiyat ul al qibla ( Maktab al-Asriya,) 1:7*
7. *Al Ahzab,33:40*
8. *Muhammad Aqeel, Al-Dar Al-Manzood Ala Sunan Abi Dawood,*

*(Maktab Al-Sheikh, Karachi, 2008),1:94.*

1. *Al-Jassas, Abu Bakr bin Ahmad Razi, Ahkam-ul-Quran,( Maktab-e-Rashidia, Quetta, 2014),3:522*
2. *Al tuba 9:128*
3. *Jeevan, Mullah Ahmad, Tafseerat Ahmadiyya, (Al-Mizan, Lahore, 2005)692*
4. *Abu Al-Hassan, Ali Ibn Ibrahim, Tafsir Qummi,( Al-Moussa Al-Mahdi, Qom, 1435 AH), 3:809*
5. *Al-Baghawi, Abu Muhammad Hussain bin Masood (idara Taleefat ashrafia , Multan, 1436 AH,)3: 94*.
6. *Zamakhshari, Abu Al-Qasim Mahmoud Bin Amr Ibn Ahmad, Al kashaf an Haqaiq Gwamiz altanzeel, (Dar Al-Ma'rifah, Beirut, 2009,)849.*
7. *Alusi, Shahab-ud-Din Mahmud bin Abdullah, Ruh al-Ma'ani fi Tafsir al-Quran al-Azeem, (Dar al-Ahya al-Tarath al-Islamiyah, Beirut)11:210*
8. *Nawawi, Abu Zakaria Yahya bin Sharaf, Rawdat al-Talibeen Sharh Riyadh al-Saliheen, (Maktab al-Islami, Beirut, 1405 AH),2:251*.